دارالعلوم حقانیہ کے قابل فخر سپوت
عظیم جرنیل جہادِ پکتیا کے کمانڈر

مولانا گل احمد حقانی کی شہادت

ہفت روزہ معاصر تکبیر کراچی کی رپورٹ

معاصر ہفت روزہ تکبیر کراچی نے تازہ شمارہ ۱۳ تا ۱۹ ستمبر ۱۹۸۵ء میں مولانا احمد گل حقانی فاضل حقانیہ کی شہادت کے بارہ میں حسب ذیل رپورٹ شائع کی ہے۔ اور اس کے بعد تکبیر کے جہادِ افغانستان نمبر سے جناب صلاح الدین مدیر تکبیر کا مولانا سے آخری انٹرویو بھی دوبارہ نشر کیا ہے یہ دونوں چیزیں الحق میں شائع کی جارہی ہیں۔ (ادارہ)

★

یہ جمعہ ۶ ستمبر کی صبح ہے۔ عام صبحوں سے خاصی مختلف، خوست کے محاذ پر دشمن کا سب سے بڑا حملہ اپنے عروج پر ہے۔ اسکی پوری کوشش ہے کہ لیژان اور باڑی پر واقع مجاہدین کے مراکز کو ختم کر کے ان کے درمیان سے گزرنے والے راستے پر قبضہ کر لیا جائے اور پھر اس راستے کی مدد سے مجاہدین کے سب سے بڑے ہیڈ کوارٹر ژوارہ مرکز کو ختم کر دیا جائے جو کہ صوبہ پکتیا میں مجاہدین کی تمام کارروائیوں کو کنٹرول کرتا ہے۔

دشمن اپنے ان مذموم ارادوں کی تکمیل کے لئے مختلف اقسام کے جدید ترین ہتھیاروں سے لیس وہ ۲۰ سے ۳۰ ہزار تک فوج خوست کے اطراف میں واقع مجاہدین کے مختلف مراکز پر حملہ کرنے کے لئے میدان میں لے آیا جنہیں زمینی اسلحہ کی برتری کے علاوہ بھرپور فضائی امداد بھی حاصل ہے۔ کسی بہت بڑے ہشت پا کی مانند اس نے اپنے فوجی کنوائے مختلف سمتوں میں پھیلا دئیے تاکہ وہ مجاہدین کا باہمی رابطہ ختم کر سکیں اور انہیں ژوارہ مرکز کے دفاع کے لئے جمع نہ ہونے دیں۔

مجاہدین نے دشمن کی اس چال کو بروقت بھانپ لیا۔ اور اس سے پہلے کہ روسی فوجی کنوائے آگے بڑھتے اور مجاہدین کے اگلے مراکز کو اپنے حملہ کی زد میں لیتے خود مجاہدین نے اپنے اگلے مراکز سے آگے بڑھ کر دشمن کے آگے دفاعی حصار باندھ دیا۔ اور انہیں مختلف اطراف سے اپنے گھیرے میں لے لیا۔ ایسے ہی دفاعی مورچے لیژان مرکز سے آگے "ازنکی" نالہ کے قریب مرکز کو جانے والے راستہ کے سرے پر جو کہ اس نالہ سے گزرتا ہے، قائم ہیں۔ اس نازک ترین مقام پر روسیوں کے کنوائے کے بالکل بالمقابل اور ان کی نگاہوں کے سامنے بغیر کسی بڑی

آڑ کے مورچوں میں مجاہدین دشمن کے انتظار میں بیٹھے ہیں اور یہیں مولوی احمد گل ذاتی طور پر معرکہ کی کمانڈ کر رہے ہیں۔ گزشتہ ایک ہفتہ سے بھی زیادہ عرصے سے مسلسل اور شدید جنگ جاری تھی، دشمن کی توپوں ٹینکوں، مارٹر، بی ایم ۲۱ راکٹوں اور دیگر بھاری اسلحہ کے سماعت شکن دھماکے پورے تسلسل سے سنائی دے رہے تھے۔ مجاہدین کی طرف سے بھی جوابی فائر وقفے وقفے سے جاری تھا۔ دشمن کی پیش قدمی کو روک دیا گیا تھا۔ اور اب مجاہدین دشمن کے کسی نئے متوقع اقدام کے لئے پیش بندیاں کر رہے تھے۔

اس صبح کے سورج نے افق کے دریچے سے جب اپنا روشن چہرہ ظاہر کیا تو اسے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ خوست کے اس محاذ پر قدرے خاموشی طاری ہے۔ روزانہ توپوں کی جس گھن گرج کا وہ عادی ہو چلا تھا وہ خاصی کم تھی، اگرچہ اکا دکا دھماکے جاری تھے لیکن شاید اُسے بھی اندازہ نہیں تھا کہ اس خاموشی میں کیسا طوفان پنہاں ہے۔

عین اسی وقت مولوی احمد گل صاحب اپنے مورچے میں اپنے دیگر ساتھیوں کے ہمراہ جن میں افغان فوج کے سابق میجر گل زرک، اسماعیل اور چند دوسرے کمانڈر بھی تھے، مسلسل صلاح مشورے میں مصروف تھے۔ کافی دیر تک محاذ کی صورت حال زیر بحث رہی بالآخر یہ طے پایا کہ ایک ریکی پارٹی کو آگے بھیجا جائے جو دشمن کی تعداد کی صحیح صحیح جائے وقوع اور اسکی سپلائی لائن کا تعین کر سکے تاکہ مجاہدین اپنے جوابی حملے کے آغاز کے لئے منصوبہ بندی کریں محاذ کے کمانڈر نے خود اس گروپ کے ہمراہ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ دیگر ساتھیوں نے دبے لفظوں میں اعتراض کیا اور خود کو اس کام کیلئے پیش کیا۔ لیکن مولوی احمد گل کا فیصلہ اٹل تھا۔ ساتھیوں نے سر تسلیم خم کیا اور اپنے ہر دلعزیز کمانڈر کو رخصت کیا۔ ۱۱ بجے سے کچھ قبل یہ پارٹی روانہ ہوئی ہی تھی کہ دشمن نے انہیں دیکھ لیا۔ جونہی یہ مزید آگے بڑھے۔ دشمن نے بھرپور فائر کھول دیا۔ اور انہیں پوری طرح اپنی زد میں لے لیا۔ دیگر مجاہدین نے اپنے ان ساتھیوں کو دشمن کی زد میں دیکھ کر جوابی فائر کھول دیا۔ تاکہ یہ اس کی آڑ میں اپنا سفر جاری رکھ سکیں۔ صبح کی عارضی خموشی میں گہرے شگاف پڑنے شروع ہو گئے۔ گیارہ بج چکے تھے۔ یکایک قریب ہی دشمن کے ایک ٹینک نے انہیں اپنے نشانہ پر لیکر گولہ باری شروع کر دی اور پھر اسی ٹینک کا ایک گولہ مولوی احمد گل کا سینہ چیرتا ہوا گزر گیا۔ مولوی صاحب زمین پر گر پڑے۔ دیگر مجاہدین دوڑے اور آکر انہیں اٹھایا، لیکن وہ تو اپنی جان مالک حقیقی کے سپرد کر کے حیات جاودانی حاصل کر چکے تھے۔ ع

صلۂ شہید کیا ہے تب و تاب جاودانہ

آخری انٹرویو

مولوی احمد گل سے مدیر تکبیر جناب محمد صلاح الدین نے لنگوٹی مرکز میں اتوار ۲ اگست کو بعد نماز فجر ان کی